Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل ربوہ
یوم جمعرات
The Daily ALFAZL RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے
جلد ۳۰/۶۵ | ۴ صفر ۱۳۹۶ھ ۔ ۵ تبلیغ ۱۳۵۵ھش ۔ ۵ فروری ۱۹۷۶ء | نمبر ۲۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۵ تبلیغ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

کل انتڑیوں میں سوزش کی تکلیف رہی

احبابِ جماعت خاص توجہ سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ عمر میں غیر معمولی برکت دے اور ہمیشہ اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت تاحال ٹانگوں میں شدید درد اور ضعف کی وجہ سے علیل ہے۔

احبابِ جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

مخلصین جماعت سے گزارش ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

ولادت باسعادت

یہ خبر خوشی کے ساتھ سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۵ جنوری ۱۹۷۶ء کو محترمہ صاحبزادی امۃ الناصر بیگم صاحبہ و محترم سید شاہد احمد صاحب کو کراچی میں بیٹا عطا فرمایا ہے۔

نومولود محترم (ریٹائرڈ) کرنل صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی ذکیہ بیگم صاحبہ کا نواسہ اور محترم سید عبدالجلیل شاہ صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ وہ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ و حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی نواسی کا بیٹا ہے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ و حضرت بو زینب صاحبہ مدظلہا العالی کی پوتی کا بیٹا ہے۔

احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی باصحت و بااقبال زندگی عطا فرمائے اور اسے خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن نے کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کیلئے آیا ہے

اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے

"ایسا ہی قرآنِ شریف ایک ایسی اُمّت کے لئے آیا جو آہستہ آہستہ ایک ہی قوم بننا چاہتی تھی۔ سو اب زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آگئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔ باہمی ملاقات جو اصل جڑ ایک قوم بننے کی ہے ایسی سہل ہوگئی ہے کہ برسوں کی راہ چند دنوں میں طے ہو سکتی ہے اور پیغام رسانی کے لئے وہ سبیلیں پیدا ہوگئی ہیں کہ جو ایک برس میں بھی کسی دُور دراز ملک کی خبر نہیں آسکتی تھی وہ اب ایک ساعت میں آسکتی ہے۔ زمانہ میں ایک ایسا انقلابِ عظیم پیدا ہو رہا ہے اور تمدنی دریا کی دھار نے ایک ایسی طرف رُخ کر لیا ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دُنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے اور ہزارہا برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے۔ اور یہ خبر قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دُنیا کی تمام قوموں کے لئے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ اور پھر فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا یعنی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دُنیا کو ڈراوے۔ لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دُنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا یہاں تک کہ جس نبی کو عیسائیوں نے خدا قرار دیا اس کے مُنہ سے بھی یہی نکلا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کہ قرآن شریف کا یہ دعویٰ تبلیغِ عام کا عین موقع پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تبلیغِ عام کا دروازہ کھل گیا تھا۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۶۶-۶۹)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مؤرخہ ۵ تبلیغ ۱۳۵۵ ھش

۵ فروری ۱۹۷۶ء

خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا قرآنی طریق

خدا تعالیٰ نے اپنی ہستی اور قدرتِ کاملہ کے جہاں اور بہت سے ثبوت دیئے ہیں وہاں ایک ثبوت یہ دیا ہے کہ اس نے اپنے بندوں سے کہا ہے کہ تم اپنی حاجت روائی کے لئے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کر کے تمہاری حاجت کو پورا کروں گا۔ دعا کے نتیجہ میں تمہاری حاجت کا پورا ہونا یا مراد کا بر آنا اس امر کا ایک بیّن ثبوت ہوگا کہ میں قادرِ مطلق ہوں اور یہ کہ میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں ہے۔ یہ ثبوت دینے کے لئے ہی اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المؤمن آیت ۶۱) یعنی اے میرے بندو! تم دعا کرو میں اسے قبول کروں گا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر ایک کی دعا سنتا ہے بشرطیکہ وہ دعا اس کی کتاب اور وعدے کے برخلاف نہ ہو یعنی بہر صورت و بہر حال حق پر مبنی ہو۔ پھر جہاں وہ عمومی رنگ میں بعض شرائط کے ساتھ ہر ایک کی دعا کو سنتا ہے وہاں وہ بعض بندوں کی دعا کو بدرجۂ اولیٰ قبول فرماتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کا اس نے خود قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ اس کے یہ بندے وہ لوگ ہیں جو مضطر ہونے کی حالت میں اسے مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ان بندوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل آیت ۶۳)

ترجمہ:۔ (نیز بتاؤ) کون کسی بے کس کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اس (یعنی خدا) سے دعا کرتا ہے اور (بے) بس کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب اس کا بندہ بے بسی اور بے کسی کے عالم میں ہر چہار طرف سے مایوس ہو کر اور مخلصی کی کوئی راہ نہ پا کر اسے پکارتا ہے اور اس سے امداد کا طالب ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کر کے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس بے بس اور بے کس انسان کی تکلیف جس نے اسے بے چین اور مضطرب کر رکھا ہوتا ہے دور ہو جاتی ہے۔ ایسے بے بس اور بے کس انسان کی تکلیف کا دور ہو جانا جس کا بجز خدا کے اور کوئی سہارا نہ ہو اور جو صرف اسے ہی کارساز سمجھ کر اس سے مدد کا طالب ہوا ہو اس امر کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کو ہر قدرت اور طاقت حاصل ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور اس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس سنّت کے مطابق کہ وہ مضطر کی دعا سنتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ایسے اشخاص کا ذکر کیا ہے جن کی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ اسے ضرور قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ: دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، ان کے قبول ہونے میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ ایک مظلوم کی دعا، دوسرے مسافر کی دعا اور تیسرے باپ کی بیٹے کے خلاف دعا۔

وہ شخص جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اس ظلم سے بچنے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہ ہو، وہ شخص جو سفر کی حالت میں اور خطرات میں گھرا ہوا ہو اور اسی طرح وہ شخص جسے اپنے بیٹے سے اس درجہ دکھ اور تکلیف پہنچی ہو کہ اس کے دل سے بیٹے کے لئے دعائے خیر نہ نکلتی ہو۔ یہ تینوں اشخاص اپنے قلبی دکھ اور اذیت کی وجہ سے مضطر کی حالت میں ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں۔ اسی لئے جب وہ انتہائی دکھ اور قلبی اذیت کی حالت میں خدا تعالیٰ سے پوری تضرع اور عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسے اشخاص پر ضرور رجوع برحمت ہوتا ہے اور انہیں اس دکھ درد اور کرب کی حالت سے ضرور نجات بخشتا ہے۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی دعائیں بکثرت قبول ہونے کی وجہ بھی یہی ہوتی تھی کہ وہ مخالفینِ حق کی ایذا رسانیوں اور ستم رانیوں کی وجہ سے بے بسی اور بے چارگی کے عالم میں زندگی گزار رہے ہوتے تھے اور سر تا سر مظلوم ہونے کے باعث اس بات کے سزاوار ہوتے تھے کہ خدا تعالیٰ بدرجۂ اولیٰ ان کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دے اور قبولیت کے زندہ نشان کے طور پر انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور ان کے لئے عجائب کام دکھلائے۔ ان کی بے بسی اور بے چارگی کا یہ عالم ہوتا تھا کہ قوم کی قوم ان کی مخالف اور ان کے درپئے آزار ہوتی تھی اور خود ان میں اتنی سکت نہ ہوتی تھی کہ ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کر سکیں۔ ایسی حالت میں ان کا ایک ہی ہتھیار ہوتا تھا جسے وہ استعمال کر سکتے تھے اور وہ تھا دعا کا انتہائی کارگر ہتھیار۔ چنانچہ جب وہ مضطر ہونے کی حالت میں خدا تعالیٰ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے تھے اور اسے اپنی مدد کے لئے پکارتے تھے تو خدا تعالیٰ انکی دردناک دعاؤں اور آہ و زاری کو سن کر ان کی مدد کے لئے آسمان سے اترتا تھا اور انہیں اپنی حفاظت میں لے کر ظلم کا مداوا کر دکھاتا تھا اور وہ بالآخر خدائی تائید و نصرت کے نتیجہ میں غلبۂ حق کے مقصد میں کامیاب ہو کر رہتے تھے۔ کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس کے ماننے والوں کو مظالم کا تختۂ مشق نہ بنایا گیا ہو اور محض دعاؤں کے نتیجہ میں انہیں کامیابی نہ ہوئی ہو۔

پس دعاؤں کی قبولیت کا راز اس امر میں پنہاں ہے کہ دعا کرنے والے تمام ظاہری سہاروں کو باطل گردانتے اور صرف خدا کو ہی کارساز یقین کرتے ہوئے مضطر ہونے کی حالت میں خدا کو پکاریں، اس کے حضور روئیں اور گڑگڑائیں اور اسے قادرِ مطلق یقین کر کے اس سے امداد کے طالب ہوں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت ہی لطیف مثال کے ذریعہ اس امر پر بہت وجد آفرین انداز میں روشنی ڈالی ہے کہ خدا تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اپنے اوپر مضطر کی حالت کا وارد کرنا کیوں ضروری ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بے قرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آ جاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بعض اوقات دودھ ہوتا بھی نہیں ہے لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا ہے جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھینچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں (کیسے یہ صداقت اٹھ سکتی ہے) جبکہ میں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔"

(ملفوظات جلد اول ص ۱۹۸)

الغرض یہ ایک بدیہی صداقت ہے اور خود قانونِ قدرت میں اس کے مظاہر اور نمونے موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مظلوم اور بے بس و بے کس اور بے سہارا بندوں کی مضطربانہ دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبول فرما کر انہیں یَکْشِفُ السُّوْٓءَ کا نظارہ دکھاتا ہے۔ موجودہ ایام میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ظاہری بے بسی اور بے کسی کے عالم میں خدا تعالیٰ کے حضور روئیں اور چلائیں اور اپنی مظلومیت کو پیش کر کے ایسے تضرع اور ابتہال کے ساتھ اسے پکاریں کہ جو قبولیت کی صورت میں اس کے فضل اور رحمت کو کھینچنے اور جذب کرنے والا ہو۔ جب ہم اس رنگ میں اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے تو وہ ارحم الراحمین ضرور ہمیں اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ اور اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ کے نظارے دکھائے گا اور یَکْشِفُ السُّوْٓءَ کے وعدے کو ہمارے حق میں ضرور پورا کرے گا۔

خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤلف تاریخ احمدیت

(۳)

انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجازات سے کام لیتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض اور لوگوں کو اشارات و کنایات سے یہ بتا دیا تھا جب خدائے قادر و توانا کی یہ پیشگوئی پوری ہو تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو۔ چنانچہ حذیفہؓ سے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ میں تم میں اور کتنے دن ہوں۔ میرے بعد ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا (ترمذی)۔ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو کھجوروں کے بدلے ہوئے چند اونٹ دئے اور فرمایا میرے بعد ابوبکر صدیق بھی ایسی جود و عطا کا ثبوت دینگے

(ترجمہ شواہد النبوۃ ص ۲۳۳ از حضرت العلام نور الدین عبدالرحمٰن جامی ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

حضورؐ نے اپنے ایک آخری خطاب میں یہ بھی حکم دیا:

لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ
بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ
اَبِیْ بَکْرٍ۔"

(بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۸۷ باب مناقب المہاجرین)

مسجد کی طرف کھڑکیاں بند کی جاویں مگر ابوبکرؓ کی کھڑکی مسجد کی طرف کھلی رہے گی اور فرمایا:

رأیت علی باب ابی بکر نورا۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۳۲۱)

مجھے ابوبکرؓ کے دروازے پر نور دکھائی دیا ہے جو صریحاً خلافتِ صدیقی کی طرف اشارہ تھا جس میں ایک بھید یہ تھا کہ مسجد چونکہ مظہر اسرار الٰہی ہوتی ہے اسلئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد مبارک کے علاوہ ایک عملی صورت بھی اختیار فرمائی اور وہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کو نمازوں میں اپنا نائب اور امام امت نامزد فرما دیا۔ حضرت عائشہؓ کی غرض کیا وہ نرم دل انسان ہیں۔ جب حضورؐ کے مصلّٰی پر کھڑے ہوں گے تو انہیں حضورؐ کا خیال آئے گا۔ اور ان کے فرطِ غم سے جذبات پر قابو پانا مشکل ہوگا اور وہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے مگر حضورؐ نے ایک بار پھر تاکیدی حکم دیا کہ

"مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ"

ابوبکرؓ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں

(بخاری جلد ۱ ص ۹۱)

ایک بار نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ تشریف نہیں لائے تھے کہ لوگوں نے حضرت عمرؓ کو آگے کر دیا اور تکبیر بھی کہہ ڈالی۔ حضرت عمرؓ جہیر الصوت تھے ان کی آواز جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ اور مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں۔ ابن ابی قحافہ ہی نماز پڑھائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کے لئے بلوایا گیا۔ (ابوداؤد ص ۲۸۲ ج ۲ باب فضل اصحاب النبیؐ) ایک بار تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز میں آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۵۱۱)

قرآن پاک کی آیت

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"

کے مطابق قطعی اور یقینی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیابت و امامت کا یہ حکم اپنے ذاتی خیال سے نہیں وحی ربانی سے دیا تھا اور اس کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ آپ کی کشفی اور الہامی آنکھ اپنے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو خلیفہ بلا فصل کی حیثیت سے دیکھ رہی تھی تاہم یہ حقیقت ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا کیونکہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر کرے گا اور یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدائی انتخاب میں نقص نہیں "رابع الخلفاء" حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْتَخْلِفْ فَاِنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِالنَّاسِ خَیْرًا فَسَیَجْمَعُھُمْ عَلٰی خَیْرِھِمْ۔

(کنز العمال جلد ۶ ص ۳۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کوئی خلیفہ نامزد نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو وہ لوگوں کو خود ہی خیر پر اکٹھا کر دے گا۔

آیت استخلاف میں دوسری پیشگوئی

آیت استخلاف میں دوسری پیشگوئی یہ کی گئی تھی کہ وصال نبوی کے بعد خلعت خلافت اسی وجود کو پہنائی جائے گی جس کا اس نے قبل از وقت فیصلہ کر رکھا ہے

قرآن مجید کی یہ دوسری پیشگوئی جس انتہائی ناموافق اور روح فرسا ماحول میں پوری ہوئی اور خدائے قادر و توانا کی ازلی تقدیر جس کا انکشاف اس نے اپنے پاک رسول نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا معرض وجود میں آئی وہ اپنی ذات میں اسلام قرآن مجید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ابدی نشان ہے۔

وصال نبویؐ کا دردناک منظر

نبیوں کے سرتاج رسولوں کے فخر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک امت مسلمہ کی تاریخ کا سب سے دردناک حادثہ تھا جو قیامت کی طرح آن واحد میں ظاہر ہوا اور حشر بن کر عشاقِ رسولؐ کے دلوں پر ٹوٹ پڑا اور وہ سوموار کا دن تھا اور پھر شہید اللہ راجشاہی یونیورسٹی اور مولانا غلام رسول صاحب مہر کی تحقیق کے مطابق ۲۶ ربیع کی تاریخ تھی"

(اخبار جنگ کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۵۸ء سلسلہ رسول رحمت ۷۵)

چشم فلک نے ایسا الم انگیز نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ مدینۃ النبی میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ تو اس صدمہ سے نڈھال ہو کر انتقال ہی کر گئے

(ماثبت من السنۃ ۲۲۶-۲۲۱ از حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی)

عشاقِ رسولؐ آنحضرتؐ کی نعش مبارک کو صریحاً اپنی آنکھوں کے سامنے پڑا دیکھتے تھے مگر وہ اس بات کو قبول کرنے کے لئے تو تیار تھے کہ اپنے حواس کو مختل مان لیں۔ لیکن یہ باور کرنا انہیں دشوار تھا کہ ان کا سب سے پیارا رسولؐ ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی حالت تو بالکل برداشت سے باہر تھی۔ وہ عشق و وارفتگی میں اس غرض سے یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم سب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہوں گے اور حضورؐ کی وفات ہمارے بعد ہوگی۔

(مواہب اللدنیہ للقسطلانی جلد ۲ ص ۲۷۸ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)

لیکن اس کے برعکس جب آنحضورؐ کے وصال کی خبر پھیلی تو انہوں نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرے نہیں زندہ ہیں اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت شدہ کہے گا تو میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔

ایک صحابی جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ مدینۃ النبی کس طرح میدان حشر کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ عمان پہنچے اور لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر دی اور کہا کہ میں مدینہ والوں کو ایسے حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ ان کے سینے ہنڈیا کی طرح ابل رہے تھے۔

(اصابہ تذکرہ جہیم بن کلدہ الباہلی)

اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی بغاوت

تمام صحابہؓ تو مدینہ منورہ میں مولیٰ عربی کے فراق میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے مگر اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں نے آنحضرتؐ کی وفات پر بہت خوشیاں منائیں اور کہا "قد مات ھذا الرجل الذی کانت العرب تنصر بہ"

(کنز العمال جلد [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ شخص چل بسا جس کے باعث عرب مظفر و منصور تھے۔

اس کے علاوہ عرب میں مسیلمہ کذاب طلیحہ، سجاح جیسے جھوٹے مدعیان نبوت اٹھ کھڑے ہوئے۔ مؤرخ اسلام حضرت علامہ الشیخ حسن بن محمد دیار بکری تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۲۲۲ میں لکھتے ہیں:

"ان العرب افترقت فی ردتها فقالت فرقة لو كان نبيا ما مات وقال بعضهم انقضت النبوة بموته فلا نطيع احدا بعده وقال فيهم نؤمن بالله وقال بعضهم نؤمن بالله ونشهد ان محمدا رسول الله ونصلی ولكن لا نعطيكم اموالنا"

(ترجمہ) عرب کے مرتدین میں تفرقہ برپا ہو گیا ایک گروہ نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے بعض نے کہا آنحضرت کی وفات سے نبوت ختم ہو گئی ہے۔ پس ہم آپ کے بعد کسی کی اطاعت نہیں کریں گے (یعنی کسی خلیفہ یا مجدد یا مذہبی مصلح تسلیم نہیں کریں گے) بعض لوگوں نے کہا ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنے اموال نہیں دیں گے۔ (مطلب یہ کہ اسلام ہمارا دین ضرور ہے مگر ملک میں نظام معیشت ہم اپنی مرضی سے استوار کریں گے)

یہ اندرونی فتنہ ہی کچھ کم خطرناک اور قیامت خیز نہ تھا کہ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں جو آج کے روس اور امریکہ کی طرح پوری دنیا کے اقتدار اور سیاست پر چھائی ہوئی تھیں اور سالہا سال سے مرکز اسلام مدینۃ الرسول کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی سازشیں کر رہی تھیں، دیکھتے ہی دیکھتے حرکت میں آ گئیں چنانچہ علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں (بحوالہ طبرانی) یہ روایت نقل کی ہے کہ عرب کے عیسائیوں نے ہرقل کو لکھ بھیجا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو گیا ہے اور عرب سخت قحط کی وجہ سے بھوکوں مر رہے ہیں اس بناء پر ہرقل نے چالیس ہزار فوج جمع کی

(سیرت النبی جلد ۲ ص ۹۰ از علامہ شبلی)

اسی طرح بارھویں صدی کے مجدد اور سعودی عرب کے دینی پیشوا حضرت امام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر سیرت الرسول" میں لکھا ہے کہ:-

"لما ارتدت العرب بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كسرى من يكفيني امر العرب فقد مات صاحبهم وهم الآن يختلفون بينهم الا ان يريد الله بقاء ملكهم فيجتمعون على افضلهم قالوا ندلك على اكمل الرجال مخارق بن النعمان ليس في الناس مثله وهو من اهل بيت دانت لهم العرب وهؤلاء جيرانك بكر بن وائل فارسل اليهم فاخذ منهم ستمائة الا شرف فالا شرف"

(مختصر سیرت الرسول مطبعۃ السنۃ المحمدیہ ۱۷ شارع شریف باشا الکبیر قاہرہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۷ء ص ۲۳۱، ۲۳۲)

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عربوں نے ارتداد اختیار کر لیا تو کسریٰ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس وقت میری طرف سے ان عربوں کے معاملہ میں پورے طور پر کون نپٹے گا؟ اس وقت ان عربوں کا راہنما اور آقا تو فوت ہو گیا ہے اور وہ باہم اختلاف میں مبتلا ہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ان کی بادشاہت کو قائم رکھنا چاہے گا تو وہ اپنے میں سے بہترین پر متفق ہو جائیں گے ورنہ اب ان کا ہلاک ہونا یقینی ہے)

قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس کام کے لئے بہترین اور بے نظیر شخص کا پتہ بتاتے ہیں وہ مخارق بن النعمان ہے عرب لوگ پہلے بھی اس کے خاندان کے تابع رہ چکے ہیں اور یہ لوگ آپ کے پڑوسی قبیلہ بنو بکر بن وائل ہیں کسریٰ نے بنو بکر کو پیغام بھیجکر بلایا اور ان میں سے اعلیٰ طبقہ کے چھ سو افراد کو شورش برپا کرنے کے لئے منتخب کر لیا

خلافت صدیقی پر اجماع

پہلا دور: اسلام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتے اور اسلام خدا کا دین اور قرآن اس کی کتاب نہ ہوتی تو آنحضرت کی وفات پر اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ یقینی تھا۔ وہ زمانہ تار، ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا نہ تھا اور نہ صحابہ کے پاس کوئی ایسے ذرائع و وسائل تھے جن سے وہ آناً فاناً اہل عرب اور بیرون ملک کی زبردست مملکتوں کے اندرونی منصوبوں کی اطلاعات حاصل رکھتے اور صورت حال کی سنگینی کا اندازہ کر کے کوئی فیصلہ کر سکتے مگر خدا کی قدرت دیکھو! کہ اس نے اپنے ان بے کس اور غمزدہ بندوں کو جو اپنے محبوب آقا کی وفات پر بے سہارا اور یتیم رہ گئے تھے اور دنیا ان کے سامنے اندھیر ہو چکی تھی اپنے تصرف خاص سے فی الفور اس طرف مائل کیا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عالمگیر مشن کو جاری رکھنے کے لئے رسول اللہ کا خلیفہ منتخب کر لیں حضرت ابن اثیر جوزی فرماتے ہیں"

کرهوا ان یبقوا بعض
یوم ولیسوا فی جماعة

(کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۲۶)

صحابہ نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ ایک لمحہ بھی امام کے بغیر زندہ رہیں۔

چنانچہ عشاقِ اسلام اور فدایانِ ملتِ خیر الانام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ ارشادِ خداوندی "ان اللہ یأمرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا" (نساء رکوع ۸) کی تعمیل میں سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے تاکہ وہ غور کریں کہ یہ عظیم اور نازک ذمہ داری جو اس ماحول میں کانٹوں کے تاج اور آگ کے دہکتے انگاروں سے کم نہیں تھی کس کے سپرد کی جائے؟ مہاجرین اور انصار دونوں نے خالص دینی بہبود اور دیانتداری سے اپنی آزادانہ آراء پیش کیں۔ ایک نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ انصار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر بے دریغ قربانیاں دے کر ثابت کر دکھایا ہے کہ حفاظتِ اسلام کی موجودہ ذمہ داریوں سے انصار عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ دوسرا نقطۂ نگاہ یہ سامنے آیا کہ اسلام کی حقیقی تصویر کو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ نبھانے والے مہاجرین ہیں اس لئے یہ امانت کسی مہاجر کو سونپی جانی چاہیئے۔ تیسرا نقطۂ نگاہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع الصفات تھے مگر اب مہاجرین و انصار میں سے کوئی ایک شخص تنہا یہ خدمت کامیابی سے انجام نہیں دے سکے گا اس لئے مہاجرین و انصار دونوں سے دو خلیفے منتخب کر لئے جائیں تا صرف ایک شخص پر بوجھ نہ پڑے اور مختلف قبائل باہم متحد و متفق ہو کر غلبۂ اسلام کی مہم جاری رکھ سکیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوسرے نقطۂ نگاہ کی حمایت کی کیونکہ ان کی دوربین نگاہ دیکھ رہی تھی کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے مطابق اب زمانہ اسلام کی وسیع اشاعت و ترقی کا آ رہا ہے ایسے وقت میں اسی قوم کے کسی فرد کو زمام قیادت سنبھالنی چاہیئے جسے تیرہ سالہ صبر آزما مکی دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے فیضیاب ہونے اور ان کو صحیح شکل میں آگے پہنچانے اور پھیلانے کا موقعہ ملا یقیناً یہی آئندہ نسلوں کو اسلام کی حقیقی روایات سے وابستہ رکھ سکے گا اور اسی کے ذریعہ مستقبل میں داخل اسلام ہونے والی قوموں اور نسلوں کو اسلام کی صحیح روشنی مل سکے گی۔

تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہرگز ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ بار خلافت ان کے نحیف و نزار کندھوں پر ڈالا جائے (موطا امام محمد بحوالہ اسوۂ صحابہ ۲ ص ۳ از مولانا عبد السلام ندوی) یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی یہ رائے پیش کرتے ہی حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ کا نام اس منصب کے لئے تجویز کر دیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو (طبری مصری ص ۱۸۱۸ حالات ۱۱ھ جلد ۴ لابی جعفر محمد بن جریر طبری) مگر دونوں نے انکار کیا اور کہا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں امام اور خلیفہ بنایا اور جو سب مہاجرین میں سے بہتر ہے ہم اسی کی بیعت کریں گے

(کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۱۲۵)

مطلب یہ تھا کہ اس منصب کے لئے حضرت ابوبکر سے بڑھ کر اور کوئی شخص موزوں نہیں۔ اس پر پہلے حضرت عمرؓ اور پھر حضرت ابو عبیدہ اور سعد بن بشیر خزرجی نے اور بعد ازاں دوسرے تمام صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک پر بیعت کی اس موقعہ پر انصار نے ایثار اور وسعت حوصلہ کی شاندار مثال قائم اور سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت خلافت پر کوئی سوال نہیں اٹھایا۔ اس طرح ذہن کا انہان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی وہ عظیم الشان امانت جسے اُٹھانے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کو بہت تامل تھا آخر آپ ہی کے کمزور کندھوں پر ڈال دی گئی ؎

آسماں بارِ امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند
(حافظ شیرازیؒ)

؎ وہ بوجھ جسے اُٹھا نہ سکے آسمان و زمیں
اُسے اُٹھانے کو آیا ہوں کیا عجیب ہوں مَیں
(مصلح موعودؓ)

خلاصہ یہ کہ خدا کے وعدوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے عین مطابق تمام صحابہ رسولؐ ثانی اثنین کے ہاتھ پر اکٹھے ہوگئے اور خلافتِ صدیقی پر اجماعِ اُمت ہوگیا (مسنجر الاولیاء صفحہ از سید العارفین محمد نور بخش القہستانی) جو دراصل اپنے خدا سے یہ عملی عہد تھا کہ ہم اسلام اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیں گے اسلام کی آواز پست نہ ہوگی، خدائے واحد کا نام ماند نہ پڑے گا اور ہمیشہ خلیفۂ وقت (جو ایک وقت میں ایک ہی ہوسکتا ہے) کے حکموں کے مطابق زندگی کے آخری سانس تک اسلام کی خدمات بجا لاتے رہیں گے اور یہی معنے بیعتِ خلافت کے تھے اور ہیں ؎

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں کہ بھی جانا پڑے ہمیں
پرواہ نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں

(باقی)

قائدین کرام خدام الاحمدیہ کی توجہ کیلئے

سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی ختم ہوچکی ہے۔ بعض مجالس کی طرف سے فہرست تجنید بعد تکمیل مرکز میں ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ براہ کرم اپنی مجلس کے شعبہ تجنید کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور فہرست تجنید مکمل صورت میں ۱۵ر فروری تک مرکز میں ضرور بھجوائیں۔

(مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سالانہ امتحانات مرکزیہ

۱۔ سالانہ امتحانات مرکزیہ جون میں ہوں گے۔ قائدین سے گزارش ہے کہ وہ خدام سے تیاری شروع کرادیں۔

۲۔ **مقالہ نویسی**

مقالہ نویسی کا عنوان ہے "سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ۔ تبلیغ اسلام"۔
الفاظ بارہ ہزار سے پندرہ ہزار تک ہوں۔
مقالہ کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۰ر جون ۱۹۷۶ء ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

مطالعہ کتب

ماہ فروری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "انفاخِ قدسیہ" مقرر ہے۔ قائدین خدام سے اس کا مطالعہ کرالیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

شجرکاری اور انصار اللہ

مجالس انصار اللہ کے عہدیداران کی یاددہانی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ موسم بہار میں اپنے اپنے اراکین کو شجرکاری کی طرف توجہ دلائیں اور اس بات کی نگرانی فرمائیں کہ زیادہ سے زیادہ اراکین اپنے اپنے علاقوں میں درخت لگائیں۔

فروری کے پہلے ہفتہ میں حکومت کی طرف سے شجرکاری کی مہم شروع کی جارہی ہے۔ اس کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کی جائے۔

(قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

گوشوارہ وصولی چندہ تحریک جدید سال ۴۱/۳۱/۱۰ (قسط دوم)

(اضلاع صوبہ سندھ و کوئٹہ بلوچستان)

نمبر شمار	نام ضلع	وصولی فیصد	نمبر شمار	نام ضلع	وصولی فیصد
۱	کراچی	۹۸ فیصد	۸	خیرپور ضلع	۳۵ فیصد
۲	حیدرآباد ضلع	۶۵½ "	۹	سکھر "	۵۴½ "
۳	میرپور خاص "	۵۸ "	۱۰	نواب شاہ "	۱۰۰ "
۴	سانگھڑ "	۷۰ "	۱۱	جیکب آباد "	۱۰۰ "
۵	دادو "	۷۵ "	۱۲	لاڑکانہ "	۵۶ "
۶	بدین "	۳۵ "	۱۳	کوئٹہ "	۸۳ "
۷	ٹھٹھہ "	۱۰۰ "			

نوٹ:۔ ضلعوار گوشوارہ وصولی کی دوسری قسط پیش ہے۔ متعلقہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں وصولی کو سَو فیصد تک پہنچانے کے لئے جلد از جلد اہتمام فرمائیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

دعائے مغفرت

مکرم میاں فضل حسین صاحب سابق معلم وقفِ جدید ساکن کلر کہار ضلع جہلم کی لڑکی عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ ایک ماہ کی بچی چھوڑ کر ۲۵ سال کی عمر میں کلر کہار میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ مخلص احمدی تھیں۔ وفات کے وقت ان کے مُنہ پر خدا تعالیٰ کا ذکر جاری تھا باقاعدہ پنجوقتہ نماز اور تلاوت کی عادی تھیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب کرے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور بچّی کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

(ناظم ارشاد وقف جدید)

قرار دادِ تعزیت

ہم اراکین مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع لائل پور کی اہلیہ محترمہ کی ناگہانی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

مرحومہ نہایت ہی نیک، متقی، غریب پرور، دعاگو اور سلسلہ کی فدائی خاتون تھیں۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ بھی تھیں اور حصہ وصیت ۱/۳ تھا۔

ہم اراکین عاملہ دردِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(اراکینِ عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور شہر)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم ملک نذیر احمد صاحب آڑھتی رائس ڈیلر ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ ان دنوں اسلام آباد ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ کمزوری بہت ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں کامل و عاجل شفاء کے لئے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے۔ (ابو المبارک پشاور)

۲۔ عاجز بہت سی مشکلات میں مبتلا ہے احباب سے ان کے دُور ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (شوکت حسین کراچی)

مجالس خدام الاحمدیہ! ۱۵ر فروری مثالی وقارِ عمل کا دن ہے۔ (مہتمم وقارِ عمل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہو چکا ہے

وقفِ جدید کا نیا سال یکم صلح/جنوری سے شروع ہو چکا ہے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدہ جات بالغان و اطفال نمایاں اضافہ کے ساتھ بھجوائیں۔ صاحبِ ثروت احباب معاونینِ خصوصی میں شمولیت فرمائیں۔ نیز جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نقد ادائیگی فرما کر سابقون الاوّلون میں شامل ہوں۔

سیکرٹریانِ مال سے گذارش ہے کہ رقم بھجواتے وقت "دفتر اطفال" اور "بالغان" کی تخصیص فرماویں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہتر رنگ میں خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق بخشے۔ آمین

(ناظم مال وقفِ جدید۔ ربوہ)

ممبران شوریٰ کمیٹی کے لئے ضروری اطلاع

شوریٰ سب کمیٹی بہشتی مقبرہ ربوہ کا اجلاس مورخہ ۲۱/۲/۷۶ بروز ہفتہ بوقت چار بجے شام کمیٹی روم صدر انجمن احمدیہ میں ہو رہا ہے۔ جملہ ممبرانِ کمیٹی کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ وقتِ مقررہ پر تشریف لا کر اجلاس میں شمولیت فرماویں۔ حسبِ ضرورت یہ اجلاس مورخہ ۲۲/۲/۷۶ بروز اتوار بھی ہو گا تاکہ کام اسی اجلاس میں مکمل ہو جاوے۔

(سیکرٹری شوریٰ سب کمیٹی بہشتی مقبرہ ربوہ)

شکریۂ احباب و درخواستِ دعا

عزیزہ حمیدہ خلجی ڈی پی آئی جامعہ نصرت ربوہ بنت لیفٹیننٹ ڈاکٹر عبد الکریم صاحب مرحوم ایک لمبی بیماری کے بعد ۹ جنوری کو ساڑھے گیارہ بجے شب لندن میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دورانِ علاج حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی خطوط ارسال فرماتی رہیں۔ وفات پر جنازہ ربوہ لانے کی بھی آپ نے ہی تحریک فرمائی اور پھر یہاں پہنچنے پر گھر تشریف لا کر تعزیت کی۔ انگلستان میں محترمہ مسز فرخندہ شاہ سابق پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ نے عزیزہ کی وفات کی خبر سُن کر بریڈ فورڈ سے لندن تشریف لا کر میت کے غسل میں مدد فرمائی۔ اسی طرح عزیزہ امتہ الرشید صاحبہ بنت مکرم ٹھیکیدار عبد اللطیف صاحب الون ربوہ نے اپنے خاوند مکرم رفیق احمد صاحب کے ساتھ لندن تشریف لا کر نہ صرف تجہیز و تکفین میں امداد فرمائی بلکہ جنازہ ربوہ بھجوانے کے انتظامات میں بھی خاطر خواہ امداد کی۔ احبابِ جماعت لندن نے بھی ہر طرح ہماری دلجوئی فرمائی ربوہ میں افرادِ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، جامعہ نصرت کے سٹاف کی اراکین اور طالبات اور دیگر احبابِ ربوہ نے بکثرت گھر تشریف لا کر اہلِ خانہ سے اظہارِ تعزیت فرمایا۔

میں اپنی طرف سے اور اپنی والدہ محترمہ اور بہنوں کی طرف سے ان سب کا دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نیز درخواستِ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور ہم پسماندگان خصوصاً محترمہ والدہ صاحبہ کو کہ جن پر بڑھاپے کی عمر میں یہ صدمہ بہت شاق گذرا ہے صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بیگم صوبیدار کرم دین صاحب محلہ دار النصر۔ ربوہ)

اعلان دار القضاء

مکرم منیر اختر صاحب بستی وریام کلانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم مہر محمد نواب خان صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کی ذاتی امانت $\frac{3903}{129-4}$ صدر انجمن احمدیہ میں اس وقت مبلغ ۴۵۳۳ روپے ۵۵ پیسے موجود ہیں۔ میرے علاوہ والد صاحب مرحوم کے ترکہ کے حقدار میرے بھائی مہر بشیر احمد خان صاحب بھی ہیں۔ رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے پر میرے بھائی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ رقم مبلغ ۴۵۳۳ روپے ۵۵ پیسے مجھے ادا کئے جانے کا فیصلہ صادر فرماویں۔

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو پندرہ یوم تک اطلاع دی جاوے۔

(ناظم دار القضاء)

سرگودھا بورڈ انٹر ڈسٹرکٹ باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی شاندار کامیابی

سیمی فائنل میں سرور مصطفےٰ نے انفرادی طور پر ۱۰۲ پوائنٹس سکور کئے

گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی باسکٹ بال ٹیم سرگودھا بورڈ کے انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ کے سیمی فائنل میں اپنی حریف ٹیم کو شکستِ فاش دے کر نمایاں امتیاز کے ساتھ فائنل میں پہنچی ہے۔ اس کے ایک نامور کھلاڑی سرور مصطفےٰ نے انفرادی طور پر ۱۰۲ پوائنٹس سکور کر کے ۹۳ پوائنٹس کے سابقہ انفرادی سکور کا ریکارڈ توڑ دیا اور اس طرح نمایاں امتیاز حاصل کیا۔ سکول کی اس نمایاں کامیابی پر "پاکستان ٹائمز" (راولپنڈی ایڈیشن) نے جو خبر شائع کی اس کا ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

سرگودھا بورڈ انٹر سکول باسکٹ بال

سرور مصطفےٰ نے ۱۰۲ پوائنٹ سکور کئے

(ہمارے سپورٹس رپورٹر سے)

سرگودھا بورڈ کے بین المدارس (بین الاضلاعی) باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں پیر (۲۶ جنوری ۱۹۷۶ء) کے روز فیڈرل سکول کورٹس دریا آباد پر گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ اور صابریہ سراجیہ ہائی سکول لائلپور نے اپنی اپنی مخالف ٹیموں کو شکست دے کر ایک دوسرے کے ساتھ فائنل میچ کھیلنے کا استحقاق حاصل کر لیا۔

پہلے سیمی فائنل میں ربوہ کے کھلاڑیوں نے گورنمنٹ ہائی سکول پنڈی گھیپ کو ۲۰ کے مقابلہ میں ۱۲۵ پوائنٹس سے شکستِ فاش دی۔ ہاف ٹائم سے قبل بھی انہی کا پلہ بھاری تھا جبکہ وہ دس کے مقابلہ میں ۶۶ پوائنٹس سکور کر چکے تھے۔ ربوہ کا کھلاڑی سرور مصطفےٰ تباہ کن انداز میں کھیل رہا تھا۔ اُس نے ۱۰۲ پوائنٹس سکور کئے اور اس طرح سابقہ انفرادی سکور کا ۹۳ پوائنٹس کا ریکارڈ توڑ دیا۔

(دی پاکستان ٹائمز راولپنڈی ۲۷ جنوری ۱۹۷۶ء)

درخواستِ دُعا

مکرم ملک مشتاق احمد صاحب مقیم تہران کی اہلیہ صاحبہ عارضہ زیادتی بلڈ پریشر سے علیل ہیں احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

(ڈاکٹر شمیم احمد از ایران)

نعتِ نبوی نمبر ختم ہو گئے ہیں

الفضل میں اعلان کیا گیا تھا کہ بعض مخیر احباب نے الفرقان کا نعتِ نبوی نمبر مفت تقسیم کرنے کے لئے رقم بھجوائی ہے۔ دوستوں نے ٹکٹ بھجوا کر بہت جلد یہ ساری تعداد ختم کر دی ہے۔ اب کوئی دوست بلا قیمت رسالہ منگوانے کے لئے ٹکٹ ارسال نہ فرمائیں۔

(منیجر الفرقان ربوہ)

ریگولر کمیشن آرمی

مقررہ فارم پر درخواستیں بھجوانے کی آخری تاریخ یکم مارچ ۱۹۷۶ء ہے۔ ابتدائی انٹرویو اور امتحان پشاور، راولپنڈی لاہور، ملتان، کھاریاں، حیدر آباد، کراچی وغیرہ میں ہو گا۔ معیار قابلیت۔ ٹریننگ اور بعد ٹریننگ الاؤنس وغیرہ اور دیگر شرائط کے لئے دیکھیں نوائے وقت مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۷۶ء (کالم ۶ تا ۸)

(ناظر تعلیم)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴